ولی بن جاؤ اور خدا کے اتنے قریب ہو جاؤ کہ ذرّہ بھر بھی دوری نہ رہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸؍نومبر ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:-

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (ال عمران: ٦٩)

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (البقرة: ١٠٨)

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (یونس: ٦٣ تا ٦٦)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

ایک تو مَیں جلسہ سالانہ کے لئے مکانات کی دوبارہ یاددہانی کرانا چاہتا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ جن دوستوں کے یہاں مکان ہیں (اپنے ہیں یا کرایہ کے مکانوں میں وہ رہ رہے ہیں) اُن کے اپنے مہمان بھی بڑی کثرت سے اُن مکانوں میں ٹھہرتے ہیں۔ مَیں خود کئی سال تک افسر جلسہ سالانہ رہا ہوں اور مجھے ذاتی علم ہے کہ ایک چھوٹے سے کمرہ میں اتنے مہمان ٹھہرے ہوئے ہوتے ہیں کہ عام حالات میں اُتنے مہمانوں کا اُس چھوٹے کمرہ میں ٹھہرنا

متصوّر ہی نہیں ہوسکتا۔ آدمی سوچ ہی نہیں سکتا کہ اتنے چھوٹے سے کمرہ میں ٹھہر سکتے ہیں لیکن قربانی اور ایثار کرنے والے اللہ کے دوست اور ولی خدا تعالیٰ کی باتیں سُننے کے لئے یہاں آتے ہیں اُنہیں اپنے آرام کا خیال نہیں ہوتا وہ ہر قسم کی بے آرامی کو بُھول جاتے ہیں۔ انہیں احساس ہی نہیں ہوتا کہ رہائش کی تکلیف ہے، کھانے پینے کی تکلیف ہے۔ عادتوں کے خلاف کھانا ملتا ہے اور گزشتہ سال تو بیرونِ ملک سے جو احمدی دوست آئے تھے وہ حیران ہوتے تھے (جیسا کہ کئی دوستوں نے مجھے کہا) کہ اس قدر سردی پڑ رہی تھی اور کُہر تھی اور اس طرح خاموشی کے ساتھ اتنا بڑا مجمع خدا تعالیٰ کی اور خدا تعالیٰ کے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سُن رہا ہوتا تھا تو اس نظارہ اور اس کیفیت کا مشاہدہ ایسے جلسوں کے علاوہ کہیں اَور انسان کو نظر نہیں آتا۔ پس یہ تو درست ہے کہ دوست اپنے گھروں میں اپنے عزیز و اقارب، اپنے دوستوں اور شناساؤں کو بطور مہمان کے رکھ لیتے ہیں۔ وہ مہمان جو حقیقتاً مسیح موعود اور مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مہمان ہیں لیکن یہ بھی درست ہے کہ بہت سے ایسے دوست یہاں تشریف لاتے ہیں جن کی واقفیت اور دوستی نہیں ہوتی اور وہ بہرحال یہاں ٹھہرتے ہیں اور اُن کا انتظام ہونا چاہیئے۔ انہیں جماعتی نظام کے ماتحت ٹھہرایا جاتا ہے اور پھر یہ انتظام آگے دو شکلیں اختیار کرتا ہے ایک تو وہ عمارتیں ہیں جن میں جماعتوں کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ مَرد علیحدہ ٹھہرتے ہیں اور ہماری بہنیں علیحدہ ٹھہرتی ہیں اور ایک وہ خاندان ہیں جنہیں جلسہ سالانہ کے انتظام کے ماتحت اُن کمروں میں جو دوست جلسہ سالانہ کے انتظام کو پیش کرتے ہیں یا اُن خیموں میں جو اِس موقع پر اس غرض کے لئے لگائے جاتے ہیں، ٹھہرایا جاتا ہے اور سینکڑوں ایسے خاندان ہیں جنہیں بڑی کوفت اور تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔ اس لئے مَیں تحریک کرتا ہوں کہ اپنے مکانات میں سے جس قدر ممکن ہو خواہ چھوٹا ہی کمرہ کیوں نہ ہو، دوست جماعتی نظام کو دیں اور چونکہ ہر سال جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ ربوہ میں ہر سال عمارتوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے لیکن چونکہ یہ سال پریشانی اور ہنگاموں کا گزرا اس لئے میری طبیعت پر یہ اثر ہے کہ عام حالات میں جس قدر مکانات بنتے رہے اس سال شاید نہ بنے ہوں۔ بہرحال میرا یہ تاثر ہے مَیں نے کوئی اعداد و شمار اکٹھے نہیں

کئے اس لئے مَیں نے یہ توجہ دلائی تھی کہ جن دوستوں کے یہاں رہائشی پلاٹ ہیں اُن میں چھوٹی سی چار دیواری اور ایک کمرہ بنا دیں۔ اس نیّت کے ساتھ کہ اُن کے تو کام آئے گا ہی لیکن اُس زمین اور اُس تعمیر میں برکتیں ہوں گی خدا تعالیٰ کی خاطر جمع ہونے والوں کے استعمال میں سب سے پہلے وہ کمرے آئیں۔ مجھے اُمید ہے کہ اِس طرف دوستوں نے توجہ کی ہوگی کیونکہ مکان بنانے کی نیّت کے معاً بعد تو تعمیر شروع نہیں ہوسکتی اس کے لئے سامان خریدنا اور پھر اُس کو تعمیر کی جگہ لے کر آنا اِس میں وقت لگتا ہے اور اگر ہماری ربوہ کی ٹاؤن کمیٹی جو حکومت نے قائم کی ہوئی ہے۔ اس کا یہ قانون ہو کہ چار دیواری اور سروس رُوم کے لئے بھی اُن کی اجازت لینی چاہیئے تو اِس میں بھی چار پانچ دن لگیں گے اور گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ بہرحال وہ قانون ہے اور قانون کی پابندی کرنا ضروری ہے اور بہرحال یہ عوامی حکومت ہے اور عوامی خدمتگار کہلانے والے جو خود کو آج سے قبل خدّامِ عوام نہیں سمجھتے تھے اب بار بار وزیراعظم صاحب نے ان کو توجّہ دلائی ہے کہ تم عوام کے خادم بن کر کام کرو۔ آپ نے متعدد بار ایسی تقاریر اخباروں میں پڑھی ہوں گی۔

پس مَیں اُمید کرتا ہوں کہ وہ اِس دنیوی ہدایت بالا کو سامنے رکھ کر ربوہ کے شہریوں کو ہر قسم کی سہولت جلد تر بہم پہنچانے کی خاطر اور پریشانیوں سے ان کو بچانے کے لئے جب اِس قسم کی درخواستیں اُن کے پاس آئیں گی تو دو چار دن کے اندر اندر وہ ان کے فیصلے کر کے ان کو اجازت دیں گے کہ اپنے قطعات میں چار دیواری بھی بنائیں اور سروس روم بھی۔ سروس روم مَیں نے اس لئے کہا کہ نقشہ بنانا اور پھر اس کی اجازت لینا اس میں لمبا وقت لگتا ہے لیکن ساری دُنیا کا یہ قاعدہ ہے کہ جب تعمیرات ہوتی ہیں اور مکان بنتے ہیں تو ایک عارضی کمرہ بنا دیا جاتا ہے جہاں سیمنٹ اور دوسرا سامانِ تعمیر رکھا جاتا ہے اُسے سروس رُوم کہتے ہیں اور وہ عارضی ہوتا ہے۔ اسی لئے مَیں نے کہا تھا کہ آپ عارضی انتظام کریں گے لیکن ہمیشہ کے ثواب کے آپ وارث بن جائیں گے۔ پس مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ جنہیں عوامی حکومت نے عوام کی خدمت کے لئے ربوہ میں مقرر کیا ہے وہ لوگوں کے ساتھ پورا تعاون کرتے ہوئے دو ایک دن کے اندر اندر ان کو اجازت دیں گے کہ وہ چار دیواری بنالیں اور سروس رُوم بنالیں۔ میں

نے تو قواعد وغیرہ نہیں پڑھے۔ ہماری ٹاؤن کمیٹی کے بہت سے By-laws یعنی ذیلی قوانین ہیں اگر ذیلی قوانین میں یہ ہو کہ چاردیواری اور سروس رُوم کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں تو اُن کی طرف سے اس کا اعلان ہو جانا چاہیئے تا کہ سب دوستوں کو پتہ لگ جائے اگر اس کے لئے اجازت کی ضرورت ہے تو جو بھی درخواست آئے اس کو فوری طور پر منظور کرنے کا انتظام ہونا چاہیئے تا کہ جو وعدے علی الاعلان پبلک جلسوں میں پیپلز پارٹی کی حکومت نے لوگوں سے کئے ہیں لوگ محسوس کریں کہ وہ وعدے پُورے ہو رہے ہیں اور انتظامیہ ان وعدوں کے پُورا ہونے میں روک نہیں بن رہی۔ بہرحال اب مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ اِس بات کا خیال رکھیں گے۔

جو مضمون آج کے خطبہ میں مَیں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ قرآن عظیم نے مومن سے کہا کہ خدا تعالیٰ کا ولی بنو اور اگر تم اللہ کے ولی بنو گے تو اللہ تمہارا ولی بن جائے گا۔ وَلی کے معنٰی صرف پیار کرنے والے یا دوستی کرنے والے کے نہیں ہوتے۔ وَلی کے معنٰی یا ولایت کے معنٰی یا وَلِیَ کے معنٰی اُس قُرب کے ہیں کہ دو چیزوں کے اُس قُرب کے بعد اُن کے درمیان کوئی اَور چیز آ ہی نہ سکے، اس کا آنا ممکن ہی نہ ہو یعنی اللہ سے قریب تر ہو جانا۔ تو قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ تم اولیاء اللہ بنو۔ اس سلسلہ میں بہت سی آیات ہیں۔ فرمایا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اور جن کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن کریم کی ہدایت اور شریعت پر ہم ایمان لائے یعنی ہم زبان سے اس کا اقرار کرتے ہیں اور قلبِ صمیم اور قلب سلیم کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتے ہیں اور ہمارا عمل یہ ظاہر کرے گا کہ ہم یہ ایمان لاتے ہیں کہ کامل اور مکمّل شریعت خدا تعالیٰ نے قرآن عظیم کی شکل میں انسان کے ہاتھ میں دی اور اس پر عمل کرنا انسان کے دین اور انسان کی دنیا کے لئے ضروری ہے اور اس کے بغیر دین و دُنیا کی حقیقی حسنات انسان کو مل ہی نہیں سکتیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میرے ولی بنو مَیں تمہارا ولی بنوں گا اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا (البقرۃ:۲۵۸) دوسری بہت سی آیات میں زیادہ تفصیل سے بھی بتایا۔ جو متعدد آیات اکٹھی مَیں نے پڑھی ہیں ان میں سے پہلی میں ہے وَاللّٰہُ وَلِیُّ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کہ مومنین کا خدا ولی بن جاتا ہے لیکن بعد میں جو تین چار آیات اکٹھی مَیں نے پڑھی ہیں پہلے مَیں اُن کے معنٰی بیان کرتا ہوں پھر

ان کے اندر بیان شدہ مضمون آپ کے سامنے کھول کر بیان کروں گا۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ اگر تم خدا کے حکم کو مان کر اللہ تعالیٰ کے ولی بن جاؤ گے اور اُس سے محبت رکھنے لگو گے اور اس کے اتنے قریب ہو جاؤ گے کہ تمہارے اور خدا کے درمیان کوئی اَور وجود سما ہی نہیں سکے گا (بالکل ساتھ جُڑے ہوئے ہونے کے تعلق کو ولایت کہتے ہیں) جو خدا کے ولی ہو جاتے ہیں اُن پر نہ کوئی خوف مستولی ہوتا ہے اور نہ غمگین ہوتے ہیں اور پھر فرمایا اولیاء اللہ وہ ہیں جو ایمان لائے یعنی زبان اور دل سے اقرار اور تسلیم کیا اور اعمال سے اُس کا اظہار کیا اور تقویٰ کو ہمیشہ لازم حال رکھتے ہیں۔ ان کے لئے اِس ورلی زندگی میں بھی خدا کی طرف سے بشارت پانے کا انعام مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بشارتیں وہ سُنتے ہیں اس لئے کہ اُن کو قُرب کامل و تامّ حاصل ہے جس سے زیادہ قُرب کوئی متصوّر ہو ہی نہیں سکتا اور بعد والی زندگی میں بھی اُن کا یہی حال ہوگا کہ فرمایا اور اللہ کی فرمودہ باتوں میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی اور پھر فرمایا کہ خدا کا ولی بن جانا اور خدا کی ولایت حاصل کر لینا کہ اللہ بھی ولی بن جائے یہ ایک ایسی کامیابی ہے کہ جس سے بڑھ کر کوئی کامیابی متصوّر ہو ہی نہیں سکتی اور چاہیئے کہ اُن (مخالفوں) کی کوئی مخالفانہ تمسخر اور استہزاء کی بات تمہیں غمگین نہ کرنے پائے۔ مخالفت کی کوئی بات تمہیں اِس لئے غمگین نہ کرے کہ غلبہ اللہ کا ہی ہے۔ اس کے علاوہ اُس کے ارادہ اور منشاء کے خلاف کوئی طاقت ہے ہی نہیں جو اُس کے مقابلہ میں کامیاب ہو سکے کیونکہ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ (یونس: ٦٦) اور تمسخر اور استہزاء دونوں معنی اس کے مَیں نے کر دیئے ہیں۔ قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے اس کو جب واضح کیا جائے تو اس میں مخالفانہ بات اور تمسخر اور استہزا کی بات دونوں مفہوم آجاتے ہیں اور آگے جو لفظ استعمال کیا ہے عربی زبان اور قرآن کریم کے محاورہ میں دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے کہ نہ اُس کے علاوہ کسی اَور کا حقیقی غلبہ ہے اور نہ اُس کے علاوہ عزت کے حصول کا کوئی اَور سرچشمہ ہے۔ پس دُنیا اولیاء اللہ سے اگر تمسخر اور استہزاء سے پیش آئے تو غم کی کوئی بات نہیں اس لئے کہ عزّت، مخالفانہ تمسخر اور استہزاء کو حاصل نہیں بلکہ عزّت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ دُنیا خواہ کتنا ہی ذلیل کیوں نہ کرنا چاہے اگر اللہ تعالیٰ عزّت دینا چاہے تو خدا تعالیٰ کے اِس ارادہ میں دنیا کی کوششیں حائل نہیں ہوسکتیں۔ وہ خُوب سُننے والا بھی ہے اُس کے حضور

دعائیں کرنی چاہئیں اور خُوب جاننے والا بھی ہے کہ تمہاری دُعاؤں کو کِس شکل اور کس رنگ میں وہ قبول کرے گا۔

مَیں جو سلسلۂ مضامین بیان کر رہا ہوں جیسا کہ مَیں نے شروع میں بتایا تھا اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک خوف اور خشیت کہ اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے اور دوسرے یہ خواہش اور شدید جذبہ اور تڑپ کہ ہم سے ایسے کام سرزد ہوں کہ جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا پیار ہم حاصل کریں۔ یہ اسی دوسرے حصّہ کے تسلسل میں ایک مضمون ہے۔

اگر ہم خدا تعالیٰ کی ولایت، ایسا قُرب کہ ہمارے اور اُس کے درمیان کوئی فاصلہ نہ رہے، حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ (پیار پیار میں بھی فرق ہوتا ہے) ایسا پیار جس سے بڑھ کر کوئی اَور پیار ہو ہی نہیں سکتا ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو اِس رنگ میں گذاریں اور انتہائی کوشش کے نتیجہ میں اِس بات کو حاصل کر لیں کہ اللہ ہی اللہ ہو۔ بندے اور اللہ کے درمیان اَور کوئی چیز باقی نہ رہے۔ جب تک ہماری یہ کوشش نہیں ہوگی اُس وقت تک خدا تعالیٰ کا قُرب حاصل نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ یہاں فرماتا ہے کہ اگر تم میرے قریب آنا چاہو گے تو مَیں تمہارے قریب آؤں گا۔ اگر تم یہ کوشش کرو گے کہ اتنے قریب آجاؤ کہ غَیرُ اللّٰہ نیست ہو جائے اور تمہاری کوشش یہ ہو کہ میرے اور تمہارے درمیان غیرُ اللہ نہ رہے تو مَیں تمہارے اتنا قریب آجاؤں گا کہ پھر اِس طرح ملاپ ہو جائے گا کہ کوئی چیز بیچ میں آہی نہ سکے۔ یہ ولایت کے معنٰے ہیں جس کا یہاں اعلان کیا گیا ہے۔ اِس کے لئے بڑا مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ اِس کے لئے بڑا جہاد کرنا پڑتا ہے۔ اِس کے لئے بڑی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اِس کے لئے انتہائی چوکس رہ کر اپنے اعمال کو سنوارنا پڑتا ہے۔ اِس کے لئے ہر محبت، ہر پیار اور ہر تعلّق، رشتہ داری کا اور دُوسرا جس کا تعلّق خدا سے نہیں اُن سارے علائق کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ لیکن خدا میں ہو کر خُدا کے حُکم سے اقرباء پروری بھی کرنی ہوتی ہے، دوست نوازی بھی ہوتی ہے۔ ہمسایہ کے حقوق بھی ادا کرنے ہوتے ہیں۔ بنی نوعِ انسان کی خدمت بھی کرنی ہوتی ہے لیکن خدا میں ہو کر، خُدا کی ولایت کے بعد، پہلے نہیں کیونکہ دنیا میں ہمیں یہ نظر آتا ہے۔ انسان نے اپنی پیدائش سے اِس وقت تک یہی دیکھا کہ انسان کے جو

انسان کے ساتھ تعلّقات ہیں وہ دو قسم کے ہیں۔ایک وہ ہے جو خدا کو چھوڑ کر انسان ان تعلقات کو نباہتا ہے۔اپنے بھائی کے لئے، اپنے عزیزوں کے لئے، اپنے دوستوں کے لئے ہر قسم کے ناجائز حربے استعمال کرنے کے لئے تیّار ہو جاتا ہے۔ایک یہ تعلّق دو انسانوں کے درمیان انسان کی زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے لیکن ایک وہ تعلّق ہے کہ جب انسان کہتا ہے کہ میرا کسی سے کوئی تعلّق نہیں سوائے اُس تعلّق کے جو میرے ربّ نے قائم کیا ہے۔ یہ بھی ایک تعلّق ہمیں نظر آتا ہے اور اصل انسان انسان کے درمیان قابل اعتبار تعلّق صرف یہی ہے۔جس شخص کو یہ پتہ ہو کہ زید میری خدمت میں اس لئے نہیں لگا ہوا کہ اُس نے مجھ میں کوئی خوبی دیکھی۔اگر ایسا ہے تو پھر تو خطرہ ہے کہ جس وقت وہ خوبی نظر سے اوجھل ہو جائے اُس کی خدمت بند ہو جائے گی بلکہ میری خدمت میں وہ اِس لئے لگا ہوا ہے کہ خُدا نے اُسے کہا۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (اٰل عمران:۱۱۱)۔میرے حکم کی بنا پر میرے بندوں کے دُکھوں کو دُور کرنے کے لئے اور اُن کو سُکھ پہنچانے کیے ہر دم تیّار رہتا ہے، جسے وہ دُکھ سے بچا رہا ہے اور جسے سُکھ پہنچانے کی وہ کوشش کر رہا ہے اُس کو یہ یقین ہو کہ دُنیا کچھ سے کچھ ہو جائے اِس شخص کی خدمت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ میری وجہ سے میری خدمت نہیں بلکہ ہمارے ربِّ کریم کی خوشنودی کے حصول کے لئے یہ خدمت ہو رہی ہے۔ پس تعلّقات تو قائم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنایا ہی ایسا ہے خدا تعالیٰ نے اِس کائنات کو سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (لقمان:۲۱) کہہ کر انسان کا خادم قرار دِیا ہے یعنی جو چیز بھی کائنات میں پائی جاتی ہے وہ انسان کی خدمت کے لئے ہے اور انسان اپنے ’’خادم‘‘ سے بھی اگر اپنی نالائقیوں کے نتیجہ میں انسانیت کے درجہ سے بھی نیچے گِر جائے جس طرح کسی وقت میں انسان کو دوسرے انسان غلام بنا لیتے تھے۔اسلام غلامی کے خلاف ہے لیکن کہا کہ جن کو تُم نے غلطی سے احکامِ شریعت کے خلاف غلام بنا رکھا ہے۔وہ اِس معاشرہ میں آزاد ہو کر اگر نکمے بیٹھ رہنا چاہتے ہیں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر وہ آزاد معاشرہ کا مفید اور فعّال حصّہ نہ بن سکتے ہوں تو اُن کو بیشک آزاد نہ کرو لیکن اگر وہ آزاد ہو کر معاشرہ میں اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہیں تو تمہیں بہرحال آزاد کرنا پڑے گا یہ پُرانے

غلاموں کی بات تھی اور آئندہ کے لئے ایسے احکام دے دیئے کہ غلامی کو مٹا دیا۔ یہ درست ہے کہ عملاً بعض علاقوں میں ناسمجھی سے بعض مسلمانوں نے غلامی کو جاری رکھا مگر قرآن کریم میں اِس قسم کی غلامی کا کوئی جواز ہمیں نہیں ملتا لیکن جس وقت قرآن کریم نازل ہو رہا تھا اُس وقت جو غلام تھے اُن میں سے ایسے غلام جو اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے تھے قرآن کریم نے اُن کے لئے ایسے اصول وضع کر دیئے کہ وہ آزادی حاصل کر سکیں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں لیکن اس کے باوجود کچھ ایسے غلام بھی تھے کہ اگر ان کو کہا بھی جاتا کہ آزاد ہو جاؤ تو وہ کہتے تھے نہیں ہم آزاد ہو کر کیا کریں گے۔ ایسے غلام جہاں بھی پائے جاتے اُن کے لئے قرآن کریم کی ہدایت کی روشنی میں انسانی شرف کو قائم کیا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس کے لئے بھی اپنے گھر جیسا اقتصادی ماحول پیدا کرو۔ جیسا خود کھاتے ہو اُسے بھی کھلاؤ۔ جیسا خود پہنتے ہو اُسے بھی پہناؤ۔ ہر گھر کا اپنا ایک معیار ہے کوئی دوسو روپیہ ماہانہ کمانے والا ہے کوئی دس ہزار روپیہ ماہانہ کمانے والا ہے۔ کوئی اپنے گھر پر بیس ہزار روپیہ ماہانہ خرچ کرتا ہے اگر اُن حالات میں کہ پرانے غلام موجود ہیں اور اُن کی آزادی کا کوئی سامان نہیں دوسو روپیہ کمانے والے کو کہا جو تیرے گھر کا ماحول ہے وہی اُسے دو۔ جس طرح تم اپنے بچّے کو کھلاتے ہو اور پہناتے ہو اسی طرح غلام کو بھی کھلاؤ اور پہناؤ اور بعض خاندان بیس ہزار یا تیس ہزار روپیہ بھی خرچ کر جاتے ہیں اُن کو کہا اس کے مطابق غلام کو بھی رکھو۔ پس ہر انسان کو خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق وہ ملنا چاہیئے جو اُس کا حق ہے لیکن جو حقوق انسان بناتا ہے اُس میں تو وہ چالاکی کر جاتا ہے۔ اپنے لئے کچھ بنا لیتا ہے اور غیر کے لئے کچھ بنا لیتا ہے اُس کے لئے اُس نے حیلہ سازی پہلے ہی کی ہوتی ہے۔ میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ کمیونزم نے اعلان کیا اس کے الفاظ بظاہر ایسے ہیں جو بڑے پیارے لگتے ہیں

“To each according to his needs”

یعنی ہر ایک کو اُس کی ضروریات کے مطابق دیا جائے گا اور جب اُن کے سارے لٹریچر اور کُتب میں Needs یعنی ’’ضروریات‘‘ کی تعریف نہیں کی گئی اور جب عمل کرنے کا وقت آیا تو کمیونسٹ چیکوسلواکیہ میں اُن کے قتل و غارت کے لئے اپنی فوجیں لے کر آ گئے

حالانکہ وہ بھی کمیونسٹ تھے اور اُن کا اقتصادی معیار وہ نہیں بننے دیا جو ان کے اپنے مُلک کا تھا اور جو روس کے مشرق میں مسلمانوں کے علاقے ہیں ان کا اقتصادی معیار اور جو وائٹ رشیا (White Russia) کہلاتا ہے اس کا اقتصادی معیار۔ اس نعرہ کے باوجود کہ ’’To each according to his needs‘‘ بالکل اَور کر دیا۔ بھلا دو انسانوں کی ضروریات بنیادی طور پر مختلف کیسے ہو گئیں؟ فروعی طور پر تو مختلف ہو سکتی ہیں مثلاً جو چھ فٹ کا جوان ہے اُس کے لباس پر زیادہ کپڑا خرچ آئے گا بہ نسبت اس انسان کے جس کا قد ساڑھے چار فٹ ہے۔ یہ تو فروعی فرق ہوا۔ لیکن اصول یہ ہے کہ ہر ایک کو ایک جیسا ایک ہی قسم کا کپڑا ملے۔ اُس کپڑے کی کمیّت میں تو فرق ہو گا لیکن کیفیت اور قسم میں فرق نہیں ہونا چاہیئے۔ مَیں بتا یہ رہا ہوں کہ جو انسان نے انسان کے لئے قوانین بنائے اوّل تو وہ ناقص ہیں پھر ان پر عمل ناقص۔ اپنے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ایک تعریف کر دی اور پھر جب چاہا وہ تعریف بدل دی۔

پس وہ قانون جو بنیادی اصول سے بندھا ہوا نہ ہو وہی قانون ہے کہ جو اپنی مرضی سے جب چاہے بدل دیا۔ اسی لئے اسلام کو ہر دوسرے قانون پر فوقیّت حاصل ہے کہ مسلمان کا یا مومن احمدی کا جو قانون ہے وہ قرآن کریم کی ہدایت سے بندھا ہوا ہے اور اس وجہ سے وہ محفوظ ہے اور اُس کے حُسن پر کوئی داغ نہیں لگتا لیکن جو قانون انسان نے بنایا ہے وہ بدلتا رہتا ہے۔ آج کچھ قانون بنایا کل کچھ بنا دیا۔ جیسے جیسے حالات بدلے ویسے ویسے چالاکیاں کر کے بعض لوگوں کو فوائد سے محروم کرتے رہے یا بعض کو زیادہ فوائد دے دیئے ساری دُنیا میں یہ ہو رہا ہے۔ امریکہ میں بھی، روس میں بھی، یورپ میں بھی، کیونکہ انسانی قانون کا حُسن الٰہی حُسن کے ساتھ بندھا ہوا نہیں ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے تو کہا کہ یہ نہیں کرنا کسی شخص کو یہ نہیں کہا کہ جو مسلمان نہیں اُس کا آدھا پیٹ بھرنے کی تجھے اجازت ہے۔ جن غلاموں کے متعلق شروع میں اسلامی شریعت اور قانون کے مطابق عمل ہونا تھا اُن میں سے تو بہت سے مسلمان نہیں تھے اور غلام تھے اور اُن کے متعلق کہا کہ ٹھیک ہے یہ تمہارے ہم عقیدہ نہیں ہیں لیکن تمہارے ہم جنس اور ہم نوع ہیں۔ اس لئے جیسا تم نے کھانا ہے ویسا ہی اُن کو دینا ہے لیکن

انسان جب قانون بناتا ہے تو اپنے مطابق، اپنی ضرورت کے مطابق، اپنے خیالات کے مطابق۔ اپنے تعصّبات کے مطابق اس میں ایک لچک رکھتا ہے لیکن پیدا کرنے والے ربّ کو تو کسی سے بھی کوئی تعصب نہیں ہے۔ اُس نے تو ہر انسان کو پیدا کیا اور ہر انسان کے انسانی حقوق قائم کئے۔ ایسے حسین قوانین ہیں (میں نے کئی دفعہ بیان کیا ہے اِس وقت موقع نہیں پھر موقع ہوا تو پھر یاددھانی کرادوں گا) کہ اپنے بیرونی ممالک کے دوروں کے دوران بڑے بڑے ماہرین اقتصادیات سے مَیں نے باتیں کی ہیں۔ مَیں نے اسلامی تعلیم پیش کر کے کہا یہ ہے اسلام کی اقتصادی تعلیم۔ اس سے بہتر یا اس جیسی تعلیم مجھے دکھا دو تو میں سمجھوں گا کہ تمہارے پاس کچھ ہے تو وہ آگے سے بات نہیں کرتے۔ مَیں نے پہلے بتایا تھا کہ ۱۹۷۳ء کے دورہ کے دوران یورپ کے دو ملکوں میں مجھے شرمندہ ہونا پڑا کہ جب میں نے اسلامی تعلیم بیان کی تو مجھ سے پوچھا گیا کہ اتنی حسین تعلیم ہے۔ یہ تو ہم مانتے ہیں لیکن یہ بتائیں کہ اس حسین تعلیم کو جانتے ہوئے بھی آپ نے ہمارے عوام تک اسے پہنچانے کا کیا انتظام کیا ہے؟ ٹھیک ہے ابھی ہمارے پاس اتنی دولت نہیں۔ ہمارے پاس اتنے انسان نہیں جو ہر جگہ پہنچ کر اُن کو بتائیں لیکن ہمارا قدم اس جہت کی طرف اُٹھ رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اسلامی تعلیم کا پیغام گھر گھر میں پہنچایا جائے گا اور اسلام کے حُسن اور احسان سے اُن کے دِل جیت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے انہیں جمع کر دیا جائے گا۔

پس قرآنِ کریم نے فرمایا کہ خُدا کا ولی بن جاؤ یعنی یہ کوشش کرو کہ خدا سے ذرّہ برابر بھی دوری نہ رہے کہ کسی غیر کی بیچ میں گنجائش نکل آئے تمہارے دل میں یہ جذبہ اور خواہش ہونی چاہیئے کہ میں خدا کا ایسا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ میرے اور خُدا کے درمیان ایک ذرّہ برابر بھی فرق نہ رہ جائے کیونکہ اگر ذرّہ برابر بھی فرق ہو تو میرے اور خُدا کے درمیان وہ ذرّہ آجائے گا اور وہ دُوری اور مہجوری ہوگی، ناکامی کا احساس ہو گا کہ مَیں نے اپنا مقصد حاصل نہیں کیا۔ مَیں اتنا قریب نہیں ہُوا۔ خُدا تعالیٰ نے کہا تم ایک دفعہ قریب آ کر تو دیکھو مَیں تمہارے قریب آجاؤں گا اور سچّی بات یہ ہے کہ جو انسان خدا تعالیٰ کا اس طرح قرب حاصل کر لیتا ہے جس طرح دو باہم جُڑی ہوئی انگلیوں کے درمیان کسی اور کی گنجائش نہیں اُس کے

بعد خُدا تعالیٰ چھوڑا نہیں کرتا یعنی پھر وہ اپنے اس بندے سے جو اُس کے اتنا قریب ہو جاتا ہے جس کو ہم وَلی کہتے ہیں جو اس کا ولی بن جاتا ہے۔ جو عملاً اپنے مجاہدہ کے بعد اس کے قریب تر آ جاتا ہے تو خُدا تعالیٰ بھی اُس کے قریب آ جاتا ہے اور اُس سے اِس قسم کا پیار کرتا ہے اُس سے اس قِسم کا لگاؤ رکھتا ہے۔ اُس کا اِس قسم کا خیال رکھتا ہے اُس کو اِس قِسم کی ہدایت دیتا ہے اور رحیمیت کے جلوؤں سے اُس کی کمزوریوں کو دور کرتا ہے اور اُس کی کوششوں میں کامیابی کی راہیں اُس پر کھولتا رہتا ہے اور مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی حیثیت سے اِس دُنیا میں بھی لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ (یونس: ۶۵)۔ اس دُنیا میں بھی خدا تعالیٰ کی بشارت اُن کے لئے ہے اور جو فوز عَظِیم کہا کہ اِس سے بڑھ کر اور کوئی کامیابی نہیں سوچو وہ فوز عظیم کیا ہوسکتی ہے وہ فوزِ عظیم یہی ہے۔ اس سے بڑھ کر اَور کوئی فوزِ عظیم نہیں کہ ہر وقت خدا تعالیٰ کے پیار کی آواز انسان کے کان میں پڑتی رہے۔ پیار کا احساس اُس کے دِل میں پیدا ہوتا رہے اُس کے پیار کے جلوے اپنی زندگی میں وہ دیکھے اور اس کے پیار کے جلوے صرف وہ شخص نہیں بلکہ اس کے ماحول کے لوگ بھی اس شخص کی زندگی میں دیکھیں کہ خدا تعالیٰ اس شخص یا اس خاندن سے یا اُس قوم سے یا اُس جماعت سے جیسا کہ یہ جماعتِ احمدیہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا کتنا پیار ہے۔ جب دُنیا خدا تعالیٰ کو جماعتِ احمدیہ کے افراد سے اس طرح پیار کرتے دیکھے گی۔ تو اُن کے دلوں میں خود بخود تمہارے لئے محبت پیدا ہوگی۔ جب دُنیا یہ دیکھے گی کہ یہ جماعت وہ ہے جنہوں نے ہم سے خدمت کا اور الفت کا اور ہمارے دُکھوں کو دُور کرنے کے لئے کوششوں کا وہ تعلّق پیدا کرلیا ہے جس کی بنیاد خُدا تعالیٰ کے قُرب پر ہے اُن کو تسلّی ہوگی کہ اِن سے ہمیں کوئی دُکھ نہیں پہنچ سکتا۔ یہ ہم پر ظلم نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارے حقوق کو تلف نہیں کر سکتے۔ ہمیشہ ان سے ہمارے لئے خیر کے چشمے پُھوٹیں گے۔ ہمیشہ یہ ہمارے دُکھوں کو دُور کرنے کے بعد ہمارے لئے سُکھ پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ پھر جس شخص کو یہ سمجھ آ جائے گی وہ تو آپ کے قریب آ جائے گا اور جو آپ کے قریب آیا چونکہ آپ خُدا کے قریب ہوں گے لہٰذا وہ بھی خُدا کے قریب ہو جائے گا اور پھر اس طرح ہم نے دُنیا کو اسلام کے لئے ، اللہ کے لئے ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتنا ہے

جو اصل غرض ہے۔ ہماری یہ غرض تبھی پوری ہوسکتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں متعدد آیات میں بیان ہوا ہے اُن میں سے چند ایک کا میں نے انتخاب کیا ہے جو اس وقت مَیں نے بیان کی ہیں یہ ولایت کا تعلق کہ ہم میں سے ہر شخص خدا تعالیٰ کا ولی بن جائے اور اللہ اُس کا ولی بن جائے، یہ تعلق پیدا ہو جائے کہ ہم میں سے ہر ایک کے اور خُدا کے درمیان ایک ذرّہ بھی جگہ نہ رہے جہاں غیر اللہ کے داخل ہونے کا امکان رہ جائے، جہاں شیطانی وسوسہ (جو ذرّہ سے بھی باریک جگہ میں چلا جاتا ہے اور) اُس کے اندر داخل ہونے کا سوال پیدا ہو۔ پھر شیطانی حملوں سے ہر طرح محفوظ ہو جاتا ہے اور خُدا تعالیٰ کے حُسن و احسان کے جلوے ہر دم اور ہر آن اپنی زندگی میں وہ دیکھ رہا ہوتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جس کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب مہدی نے آپ لوگوں کو اور مجھے بلایا۔ یہ وہ زندگی ہے جس کی طرف قرآن کریم نے یہ کہہ کر بنی نوع کو مخاطب کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہو اس لئے کہ وہ تمہیں اس لئے بلاتا ہے کہ تمہیں زندہ کر دے ہر وہ زندگی ہر وہ حیات جس میں خُدا اور بندے کے درمیان بُعد اور ہجر پایا جاتا ہے، دُوری پائی جاتی ہے وہ زندگی زندگی نہیں ہے۔ زندگی اپنے کمال کو تبھی پہنچتی ہے جب بندے اور خُدا کے درمیان کوئی فرق نہ رہے اور اس لئے اس غرض کی خاطر مہدیٔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں پہلوں نے محمد مہدی بھی کہا ہے انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا۔ اپنی طرف نہیں بلایا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بُلایا تا کہ آپ حقیقی حیات اور زندگی پائیں تا کہ آپ کی وجہ سے اور آپ کی کوششوں اور تدبیر اور دُعاؤں کے نتیجہ میں تمام بنی نوعِ انسان حقیقی حیات اور زندگی حاصل کریں۔ خُدا کرے کہ ہمیں اپنے مقام کی سمجھ اور معرفت حاصل ہو اور کبھی بھی ہم اُس غرض کو جس کے لئے ہمیں اجتماعی طور پر پیدا کیا گیا اور اکٹھا کیا گیا ہے، نہ بھولیں اور ہماری نظر سے یہ مقصد اوجھل نہ ہو۔ اور خُدا کرے کہ حقیقی معنی میں اور سچ مچ خُدا تعالیٰ کے ولی بن جائیں اور خُدا تعالیٰ اُس کے نتیجہ میں ہمارا ولی ہو جائے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۵ر جنوری ۱۹۷۵ء صفحہ ۲ تا ۶)